ماتریدیہ مسلک کا تعارف، عقائد کے بیان کرنے میں منہج اور اس کے اثرات

Introduction to the Maturidia School of Thought, Methodology in Expressing Beliefs, and its Effects

*ڈاکٹر نعمان انوار

**حافظ وقاص خان

ABSTRACT:

Allah Almighty used revelation as a source of guidance for man which was revealed to the prophets and also endowed man with sound intellect. But one thing must be kept in mind in recognizing the beliefs, principles, and branches of religion, the revelation should be given primary status and intellect should be given secondary status and it should not be made the ruler. We see after the first century that many sects emerged, some of which made revelation the only standard and some the only intellect. The disadvantage of this disruption was that the sects began to quarrel with each other and the goal of defending one's own sect became real. At the same time, another sect emerged, founded by Abu Al-Mansur Maturidi, who gave intellect and revelation its own place in the interpretation of religion. The present study gives a brief overview of the Maturidia sect, its principles and rules in the expression of beliefs, their views on various issues, and its effects on the Muslim Ummah. As a result, the opinion of the Maturidia sect is moderate and appropriate. They do not use too much Inflation and deflation in expressing their beliefs. Moreover, this sect has left a profound intellectual impact on the Muslim Ummah which we see in the present era also.

KEY WORDS:

Intellect, revelation, sect, disruption, primary, secondary

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں بھیجا تاکہ کائنات کے رموز و اسرار (Secrets and mysteries) کو جان سکے۔ اور خالق کائنات نے انسان کی رہنمائی کے لیے وحی (Revelation) کو ذریعہ بنایا جو انبیاء پر نازل کی جاتی تھی اور انسان کو اس کے ساتھ عقل سلیمہ (Common sense) سے بھی نوازا۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ

*شریعہ ایڈوائزر، گلوبل حلال سروسز، پاکستان

**سینئر لیکچرر، فیکلٹی آف سوشل سائنسز، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان

دین کے عقائد، اصول اور فروع کو پہچاننے میں وحی کو بنیادی اور عقل کو ثانوی درجہ دیا جائے اور اسے حاکم نہ بنایا جائے۔ ہم قرن اول کے بعد دیکھتے ہیں کہ بہت سے ایسے فرقے (Sects) نمودار ہوئے جن میں سے بعض نے صرف وحی کو معیار بنایا اور بعض نے صرف عقل کو۔ اس افراط و تفریط کا نقصان یہ ہوا کہ فرقوں کے درمیان آپس میں طعن و تشنیع شروع ہو گئی اور اپنے اپنے فرقہ (مسلک) کا دفاع مقصد اصلی بن گیا۔ اسی اثناء میں ایک اور فرقہ نمودار ہوا جس کے بانی ابو المنصور ماتریدیؒ تھے جنہوں نے عقل و سمع کو دین کی تشریح کے لیے اپنا اپنا مقام دیا۔ زیر نظر بحث میں فرقہ ماتریدیہ کا تعارف، عقائد کے بیان میں ان کے اصول و ضوابط، مختلف فیہا مسائل میں ان کا نقطہ نظر اور امت مسلمہ پر اس کے اثرات کو مختصر واجمالاً بیان کیا گیا ہے۔

امام ابو المنصور ماتریدیؒ کا مختصر تعارف

نام، نسب، لقب اور کنیت

آپ کا نام محمد بن محمود، ابو منصور الماتریدی، السمرقندی ہے۔ آپ کو مختلف القاب اور کنیتوں سے پکارا جاتا تھا جن میں سے چند ایک قابل ذکر ہیں: امام الہدیٰ، امام المتکلمین، رئیس اہل السنہ، امام الزاہد[1]

پیدائش ووفات

آپ کی تاریخ ولادت کے متعلق یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ قرائن و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تیسری صدی ہجری کے نصف میں سمرقند میں پیدا ہوئے۔ یہ بتایا جاتا ہے کہ آپ نے جن اساتذہ سے پڑھا ان میں سے محمد بن مقاتل الرازیؒ کی تاریخ وفات 248ھ ہے۔ آپ کی تاریخ وفات کے بارے میں اکثریت کا اتفاق ہے کہ 333ھ ہے[2]۔

یہاں یہ بات بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ ماتریدیہ کا فرقہ ابو منصور ماتریدیؒ کی طرف ہی منسوب ہے آپ سمرقند کے محلہ ماتریدیہ میں پیدا ہوئے اور سمرقند ماوراء النہر کے علاقے میں واقع ہے[3]۔

ماتریدیؒ کے اساتذہ

- محمد بن مقاتل الرازیؒ
- ابو نصر العیاذیؒ[4]
- ابو بکر احمد بن اسحاق الجوزجانیؒ
- نصیر بن یحییٰ البخلی[5]

امام ماتریدیؒ کے شاگرد

- ابو القاسم الحکیم سمرقندی

- علی الرستغنی
- ابو محمد عبد الکریم البزدویؒ
- ابو احمد العیاضی
- ابو عبد الرحمٰن بن ابی اللیث البخاریؒ[6]

ماتریدیؒ کی تالیفات

امام ابو منصور ماتریدیؒ نے علمی رسوخ ہونے کی وجہ سے مختلف علوم وفنون (Science and arts) میں بے شمار کتب لکھیں جن میں سے شہرہ آفاق کتب درج ذیل ہیں:

- تاویلات القرآن
- کتاب التوحید
- شرح الفقہ الاکبر
- رسالہ فی العقیدہ[7]
- رسالہ فی الایمان
- المقالات
- ماخذ الشرائع
- الجدل[8]

ماتریدیہ کا منہج عقائد کے بیان کرنے میں

ماتریدیہ کے منہج کی حد بندی (Delimitation) کرنے میں علماء اور باحثین میں کافی اختلاف رہا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ان کا منہج اشاعرہ سے ہو بہو مماثلت رکھتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ معتزلہ سے مماثلت رکھتا ہے اور بعض نے کہا کے معتزلہ اور اشاعرہ کے بین بین ہے[9]۔

لیکن مناسب رائے یہی معلوم ہوتی ہے جو امام کوثریؒ نے اختیار کی ہے:

ويري الكوثري ان الماتريديه وسط بين الاشاعرة والمعتزلة، فهو يقول في مقدمة الكتاب (تبيين كذب المفتري) لابن عساكر: والماتريديه هم الوسط بين الاشاعرة والمعتزلة [10]

اب ہم ان بنیادی عقائد کو اجمالاً دیکھیں گے جس پر ماتریدیہ کے منہج کی بنیاد استوار ہے۔

1. ماتریدیہ کے نزدیک عقل و سمع (Wisdom and hearing) دین و شریعت سمجھنے کے دو اہم منابع ہیں[11]۔
2. خدا کی معرفت حصول عقل سے پہلے عقل سے حاصل ہوتی ہے اور ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ خدا کی معرفت عقل کے ذریعے حاصل کرے۔[12]
3. اشیاء کا حسن و قبح عقلی ہے[13]۔
4. مجاز کا وقوع قرآن، حدیث اور لغت میں ہوا ہے[14]۔
5. نصوص کو ان کے حقیقی معنی پر حمل کرنے سے تجسیم و تشبیہ لازم آتی ہے بنابریں قرآن و حدیث میں مجاز کا استعمال ہوا ہے، لہذا تاویل و تفویض ایسے اصول ہیں جن پر ماتریدیہ کے اصول و عقائد استوار ہیں[15]۔
6. عقائد کے اثبات میں خبر آحاد کو حجت نہیں گردانا جائے گا۔[16]

مختلف فیہا عقائدی مسائل کے بیان میں ماتریدیہ کا نقطہ نظر

مختلف فیہا عقائدی مسائل کے بیان کرنے میں ماتریدیہ کا نقطہ نظر درج ذیل ہے:

1. بنابر عقل معرفت خداوندی

ماتریدیہ کا زاویہ نگاہ (Approach of thinking) یہ ہے کہ عقل معرفت خداوندی کے وجوب کا ادراک کر سکتی ہے اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں غور و فکر کا حکم دیا ہے اور انسان کو کائنات عالم میں تفکر و تامل کی تلقین فرمائی۔ قرآنی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ عقل اگر صراط مستقیم پر گامزن رہے اور تقلید و ضلالت سے پاک رہے تو اس سے ایمان و معرفت کا حصول ممکن ہے اس طرح قرآنی آیات معمول بہا ٹھہریں گی۔ فکر و نظر کو ترک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ احکام قرآنی کو مہمل چھوڑ دیا جائے۔ عقل کو معرفت خداوندی کا ذریعہ قرار نہ دینے سے یہ لازم آئے گا کہ وہ فوائد و نتائج معطل ہو جائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے نظر و فکر پر مرتب کیے تھے۔ اگر نظر و فکر کے علی الرغم معرفت کا حصول ممکن نہ ہو تا تو وہ نتائج منقطع ہو کر رہ جائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے غور وخوض پر موقوف فرمائے تھے اگرچہ ماتریدی کے نزدیک عقل معرفت خداوندی کے حصول میں آزاد ہے۔ تاہم مستقلاً اس سے شرعی احکام کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ امام ابو حنیفہؒ کی بھی یہی رائے ہے۔

معتزلہ کا نقطہ نگاہ بھی اس سے قریب قریب ہے۔ البتہ دونوں کے نظریات میں بڑا نازک فرق پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ معتزلہ کے نزدیک معرفت خداوندی کی تحصیل عقل کی رو سے واجب ہے۔ ماتریدیہ اس کے برعکس یہ کہتے ہیں کہ عقل معرفت خداوندی کے وجوب کا ادراک کر سکتی ہے مگر واجب کرنے والی خدا کی ذات ہے۔[17]

2. عقل اشیاء کے حسن و قبح کا ادراک کر سکتی ہے

ماتریدیہ کا مؤقف یہ ہے کہ اشیاء کا حسن و قبح ذاتی ہے اور عقل اس کا ادراک کر سکتی ہے ان کے نزدیک اشیاء کی تین قسمیں ہیں۔

- وہ اشیاء جن کے حسن کا ادراک عقل انسانی کر سکتی ہے۔
- وہ اشیاء جن کی قباحت معلوم کرنا بنا بر عقل ممکن ہے۔
- وہ اشیاء جن کے حسن و قبح کا ادراک عقل کے ذریعے سے نہیں بلکہ شارع سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔

معتزلہ بھی اس قسم کی تقسیم کرتے ہیں تاہم دونوں کی تقسیم میں نقطہ امتیاز یہ ہے کہ معتزلہ کے نزدیک جو چیز عقلاً حسن ہو وہ واجب الفعل ہوتی ہے اور جو قبیح ہو وہ حرام (forbidden) ہوتی ہے مگر ماتریدیہ اس حد تک تجاوز نہیں کرتے بلکہ امام ابو حنیفہؒ کی اتباع میں یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ اشیاء کے حسن و قبح کا ادراک ممکن ہے مگر آدمی اس وقت تک مکلف و مامور نہیں ہو تا جب تک شارع حکم نہ دے۔ اس لیے کہ عقل بالاستقلال دینی احکام صادر نہیں کر سکتی بلکہ احکام صادر کرنا صرف ذات باری تعالیٰ کو زیب دیتا ہے۔ اشعری ماتریدیہ کے اس نظریہ کو تسلیم نہیں کرتے اس لیے کہ وہ اشیاء کے ذاتی حسن و قبح کے قائل نہیں۔ ان کے نزدیک حسن و قبح کا معیار و مدار (Standard) شارع کے اوامر و نہی ہیں وہ کہتے ہیں کہ کوئی کام حسن اس لیے ہے کہ وہ شرعاً مامور بہ ہے اور قبح اس لیے ہے کہ وہ شرعاً مامور بہ ہے اور قبیح اس لیے ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس سے روکا ہے، یہ بیان اس عقیدہ کی غمازی کرتا ہے کہ امام تریدیؒ کا نقطہ نظر معتزلہ اور اشاعرہ کے نظریات کی نسبت متوسط ہے[18]۔

3. عدم تکلیف احکام کا مسئلہ

اشاعرہ اور ماتریدیہ کے مابین افعال خداوندی کے بارے میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کی بنا پر دیگر مسائل میں اختلاف رونما ہوا۔ یہ مسائل فروعی و غیر فروعی دونوں قسم کے تھے مثلاً اشاعرہ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو پیدا کرتے مگر انہیں شرعی احکام کا مکلف نہ کرتے۔ تکلیف احکام بھی خدا کا ارادہ تھا اور وہ اس کے علاوہ بھی مکلف کر سکتا ہے۔ اس کے برعکس ماتریدیہ کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکمت و مصلحت کے تحت شرعی احکام کا ارادہ کیا تھا اور وہ اس حکمت کو تبدیل نہیں کر سکتا۔

اشاعرہ کے نزدیک عقلاً یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اطاعت شعار کو سزا دے اور عاصی کو جزا دے۔ اس لیے کہ نیکوں کو بتقاضائے رحمت خداوندی جزا دی جاتی ہے اور عاصی کو اس کے ارادہ کی بنا پر سزا ملتی ہے اور اس کے فعل و ارادہ پر کسی کو باز پرس کا حق حاصل نہیں۔ بخلاف ازیں ماتریدیہ کا قول ہے کہ نیکوں کی جزا اور عاصی کی سزا خدا کی حکمت و ارادہ کے تحت ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ حکیم و علیم ہے۔ قرآن میں جہاں جہاں ثواب و عقاب کا ذکر آیا ہے وہاں اس نے اپنی

ذات کو رحمت سے بھی موصوف کیا ہے۔

مثلاً قرآن میں ارشاد ہوا ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ[19]

ترجمہ: اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، تاکہ ان کو اپنے کیے کا بدلہ ملے، اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا ہو۔ اور اللہ صاحب اقتدار بھی ہے، صاحب حکمت بھی۔

اشاعرہ کی رائے میں اللہ تعالیٰ عقلاً اپنی بیان کردہ وعید کی خلاف ورزی بھی کر سکتے ہیں جب کہ ماتریدیہ اسے جائز نہیں سمجھتے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے حکمت و مصلحت کے مطابق ہوتے ہیں۔

قرآن پاک میں ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ[20]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ و وعید میں تخلف کا امکان نہیں ہوتا[21]۔

4. مسئلہ صفات باری تعالیٰ

معتزلہ صفات باری کی نفی اور اشاعرہ ان کا اثبات کرتے ہیں۔ اشاعرہ کے نزدیک صفاتِ خداوندی غیر ذات ہیں۔ اشاعرہ صفاتِ خداوندی مثلاً قدرت، ارادہ، علم، حیات، سمع، بصر اور کلام کا اثبات کرتے اور انہیں غیر ذات قرار دیتے ہیں۔ معتزلہ کے نزدیک غیر ذات کوئی چیز نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کی ذکر کردہ صفات مثلاً علیم، حکیم، خبیر، سمیع و بصیر اس کے اسماء ہیں۔ ماتریدیؒ نے آکر صفات باری کا اثبات کیا مگر ساتھ ہی یہ کہا کہ صفات عین ذات ہیں، نہ قائم بالذات ہیں اور نہ منفک عن الذات۔ گویا ذات سے الگ ان کا کوئی وجود بھی نہیں تاکہ یہ استحالہ لازم آئے کہ ان کے تعدد سے قدماء کا تعدد ثابت ہوتا ہے۔

ماتریدی کا نظریہ معتزلہ کی رائے سے قریب تر یا یوں کہیے کہ ان کے نقطہ نظر (point of view) سے متحد ہے۔ مسلمانوں کے یہاں سرے سے کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ اللہ تعالیٰ قادر و علیم اور سمیع و بصیر ہے۔ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ آیا صفات غیر ذات ہیں اور اپنا ایک الگ وجود رکھتی ہیں یا نہیں؟ معتزلہ اس کی نفی کرتے ہیں،

اشاعرہ انہیں غیر ذات مگر قائم بالذات قرار دیتے ہیں۔ ماتریدیہ جب یہ کہتے ہیں کہ صفات ذات کے مغایر نہیں۔ اِن کا یہ نقطہ نظر معتزلہ سے ہم آہنگ ہے[22]۔

5. تاویل آیات اور ماتریدیہ

ماتریدیہ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ صفات واحوال کو تسلیم کرنے اور ان کی نفی نہ کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کو تجسیم اور مکان وزمان سے منزہ قرار دیتے ہیں۔ جن آیات میں خدا کے چہرہ، ہاتھ اور آنکھ کا ذکر آیا ہے ان کی تاویل کرتے ہیں۔ متشابہاتِ قرآن کو محکمات پر محمول کرتے ہیں۔ مثلاً "الرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى "[23]کی تاویل وتفسیر کرتے ہیں کہ عرش کو درست حالت میں پیدا کیا۔ اسی طرح آیت "نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ"[24]کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے غلبہ وکمال قدرت کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ علی ہذا القیاس ماتریدیہ فرقہ معتزلہ کی طرح ایسی تمام آیات کی تاویل کرتے ہیں جن سے تشبیہ وتجسیم یا زمان ومکان کا وہم پڑتا ہے۔

مسئلہ زیر بحث میں اشعری سے دو قول منقول ہیں:

- ایک قول ان کی "کتاب الامانہ" میں مذکور ہے کہ ایسی آیات کی تاویل نہیں کرنی چاہیے بلکہ یوں کہنا زیادہ موزوں ہے کہ اس کے ہاتھ تو ہیں مگر مخلوق کی مانند نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ[۲۵]

ترجمہ: کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے۔ (آسان ترجمہ قرآن)

دوسرا قول ان کی "کتاب اللمع" میں منقول ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو آیات موہومِ تشبیہ وتجسیم ہیں ان کی تاویل اس انداز سے کی جائے کہ وہ آیات تشبیہ سے ہم آہنگ ہو جائیں۔ اور اس کا طریقہ حسب بیان ماتریدی یہ ہے کہ متشابہات کو محکمات قبول کیا جائے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ کی آخری رائے ہے، کیونکہ اشاعرہ اس کے قائل ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ جو لوگ خدا کے اعضاء مثلاً ہاتھ، چہرہ وغیرہ کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ مشبہ میں سے ہیں۔ امام اشعریؒ کی یہ رائے مکمل طور پر ماتریدیہ کے نقطہ نظر سے ہم آہنگ ہے اور دونوں میں کوئی فرق نہیں[26]۔

6. رؤیت باری تعالیٰ

قرآن کریم کی بعض آیات سے رؤیت باری تعالیٰ کا ثبوت ملتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ۔ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ[27]

ترجمہ: اس دن بہت سے چہرے شاداب ہوں گے۔ اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

بنابریں ماتریدیہ اشاعرہ کی طرح بروز قیامت دیدار خداوندی کا اثبات کرتے ہیں۔ معتزلہ رؤیت باری کے قائل نہیں۔ کیونکہ رؤیت کے لیے رائی و مرئی کا کسی مکان میں ہونا ضروری ہے۔ ظاہر ہے اس سے خدا کی مکانیت لازم آتی ہے جس سے وہ اس طرح منزہ ہے جیسے انقلابات روزگار سے۔

ماتریدی بروز قیامت رؤیت باری کا اثبات کرتے اور کہتے ہیں کہ رؤیت باری قیامت کے کوائف و احوال میں داخل ہے۔ جن کا صحیح علم خدا کے بغیر کسی کو نہیں۔ ہمیں صرف ان عبارات کا علم حاصل ہے جن میں رؤیت کا اثبات ہوتا ہے مگر ہم اس کی کیفیت سے بیگانہ ہیں۔ مزید بر آں معتزلہ زیارت خداوندی کو جسمانی رؤیت پر قیاس کرتے ہیں۔ گویا ان کی نگاہ میں جو چیز جسمانیت سے پاک ہے اس کا دیدار بھی مجسم اشیاء جیسا ہے۔ ظاہر ہے یہ قیاس ناقص قسم کا ہے کیونکہ غائب کو حاضر پر قیاس کرنا اس وقت درست ہوتا ہے جب غائب بھی حاضر کی جنس سے ہو۔ ایسا نہ ہونے کی صورت میں یہ قیاس نامکمل ہوگا اور اس کے ارکان ناکافی ہونگے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ زیارت خداوندی کا تعلق روز قیامت اور روز جزا و سزا کے ساتھ ہے اور یہ بھی اس روز کے احوال و کوائف میں سے ایک حال ہے۔ جو شخص اس کی کیفیت معلوم کرنے کے درپے ہوتا ہے وہ اپنی حدود سے تجاوز کرتا ہے اور اس چیز کو تلاش کرنا چاہتا ہے جس کا علم اسے حاصل نہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا[28]

ترجمہ: اور جس بات کا تمہیں یقین نہ ہو، (اسے سچ سمجھ کر) اس کے پیچھے مت پڑو۔ یقین رکھو کہ کان، آنکھ اور دل سب کے بارے میں (تم سے) سوال ہوگا۔

یہ ہیں امام ماتریدیؒ کے افکار و آراء ان مسائل میں جن میں تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے علماء مشغول و منہمک رہے اور ان کے مابین معرکہ آرائیوں کا بازار گرم رہا۔ تاہم علماء اس بات پر متحد ہیں کہ ان اختلافات کی بنیاد پر اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں۔[29]

ماتریدی مسلک کے اثرات

ماتریدی مسلک اپنے منہج میں قدرے معتدل ہونے کے باوجود اپنے اثرات و شہرت اس قدر حاصل نہ کر سکا جس قدر اشعریہ مسلک حاصل کر سکا۔ اسی بات کی طرف اشارہ علامہ شبلی نعمانیؒ نے اس انداز میں کیا ہے:

یہ عجیب بات ہے کہ اگرچہ فرقہ حنفیہ جو تمام فرقہ ہائے اسلامیہ سے تعداد میں زائد ہے، اعتقادات کے لحاظ سے ماتریدیہ ہے۔ تاہم علم الکلام میں اشعریہ کے مقابلہ میں ماتریدیہ کی شہرت نہایت کم ہے، اس عدم شہرت کا یہاں تک اثر ہوا کہ آج اکثر علماء حنفیہ اشاعرہ ہی کے ہم عقیدہ ہیں حالانکہ قدیم زمانے میں کسی حنفی کا اشعری ہونا نہایت تعجب کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا[30]۔

ماتریدیہ کی گمنامی کی وجہ یہ ہوئی کہ علمائے حنفیہ نے علم الکلام میں بہت کم تصنیفات لکھیں۔ اس فن میں جس قدر مشہور اور معرکتہ الآراء کتابیں ہیں وہ شافعیہ کی تصنیفات ہیں جو عموماً اشعریہ تھے[31]۔

اس کے باوجود کہا جا سکتا ہے کہ اہل علم پر فرقہ ماتریدیہ کے اثرات بڑے نمایاں ہیں۔ "العقائد النسفیہ" جسے الماتریدی کی کتاب کا نچوڑ سمجھنا چاہیے، آج بھی اسلامی درسگاہوں میں عقائد اسلامیہ کی مشہور ترین ماخذ میں سے شمار ہوتی ہے۔ موجودہ دور میں بھی ماتریدی نظریات کی جھلک شیخ محمد عبدہ کے "رسالۃ التوحید" اور "شرح العقائد العضدیہ" میں بڑی نمایاں ہیں۔ مزید بر آں یہ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ امام ماتریدی کا مسلک زیادہ تر ماوراء النہر کے علاقوں، بلاد ہند و پاکستان اور ترکستانی علاقوں میں پھیلا۔ ان کی آراء وافکار اور اعتقادی نظریات کو وسعت اور شہرت دینے میں فخر الاسلام بزدویؒ، التفتازانیؒ، النسفیؒ، اور ابن الہام جیسے اجل علماء کا بڑا ہاتھ رہا ہے[32]۔

اب ہم آخر میں ان علمی شخصیات کو دیکھتے ہیں جنہوں نے مختلف بلاد میں بیش بہا علمی خدمات سر انجام دیں اور امت مسلمہ پر گہرے اثرات مرتب کیے اور ان کا تعلق ماتریدی مکتبہ فکر سے ہی تھا۔

- ابو الیسر البزدویؒ، آپ 421ھ ہمیں پیدا ہوئے اور آپ کا انتقال 441ھ بخارا میں ہوا۔ آپ کی سب سے اہم تصنیف "اصول الدین" ہے جس میں عقائد کی وضاحت کی گئی ہے۔
- ابو المعین النسفیؒ، آپ 438ھ میں نسف میں پیدا ہوئے اور 508 ھ میں آپ کا انتقال سمرقند میں ہوا۔ آپ کی سب سے اہم تالیف "تبصرۃ الادلۃ" ہے جس میں ماتریدی عقائد کی وضاحت کی گئی ہے اور اس کو مرجع کی حیثیت حاصل ہے۔
- نجم الدین عمر النسفیؒ، آپ 462ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کا انتقال 537ھ میں ہوا۔ آپ نے تقریباً سو تالیفات لکھیں جن میں سے سب سے اہم "التیسیر فی تفسیر القرآن" ہے۔
- نور الدین الصابونیؒ، آپ کی پیدائش کا ذکر کتب تراجم میں نہیں ملتا اور آپ کا انتقال 580ھ میں ہوا۔ آپ کی کئی تصانیف ہیں جن میں قابل ذکر "الہدایہ فی علم الکلام" ہے۔
- الکمال ابن الہامؒ، آپ کی پیدائش کا ذکر کتب تراجم میں نہیں ملتا اور آپ کا انتقال 681ھ میں قاہرہ میں ہوا۔ آپ کی تصنیفات میں سے سب سے اہم "فتح القدیر فی الفقہ" ہے جو کے "ہدایہ" کی شرح ہے۔

- ملا علی قاریؒ، آپ ہراۃ میں پیدا ہوئے آپ کی تاریخ پیدائش کا کہیں ذکر نہیں ملتا، لیکن تاریخ وفات میں سب کا اتفاق ہے کہ 1014ھ ہے اور انتقال مکہ میں ہوا۔ آپ کو مکثرین تالیفات میں شمار کیا جاتا ہے جن کی تعداد کم و بیش 148 ہے، جن میں سے "المرقاۃ شرح المشکاۃ"، "شرح نخبتہ الفکر" اور "شرح الفقہ الاکبر" زیادہ شہرہ آفاق ہیں[33]۔

خلاصہ بحث

خلاصہ بحث کو درج ذیل نکات کی شکل میں پیش کیا گیا ہے:

- ماتریدیہ کے ہاں عقل و سمع کا درست استعمال ہے۔
- ماتریدیہ کے ہاں عقل کو اولیت حاصل نہیں ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی معرفت نقل سے پہلے عقل سے حاصل ہوتی ہے۔
- ماتریدیہ کے ہاں عقائد کے اثبات میں خبر آحاد کو حجت نہیں گردانا جائے گا۔
- حسن و قبح کو عقل کے ذریعے پہچاننے کے لیے اشیاء کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔
- ماتریدیہ نے صفات باری تعالیٰ کا اثبات کیا مگر ساتھ ہی یہ کہا کہ صفات عین ذات ہیں، نہ قائم بالذات ہیں اور نہ منفک عن الذات۔
- ماتریدیہ بروز قیامت رؤیت باری تعالیٰ کے قائل ہیں مگر اس کی کیفیت بتانے میں سکوت اختیار کرتے ہیں۔
- امام ماتریدی کا مسلک زیادہ تر ماوراء النہر کے علاقوں، بلاد ہند و پاکستان اور ترکستانی علاقوں میں پھیلا۔

مقالہ نگاران کی رائے یہ ہے کہ فرقہ ماتریدیہ کے رائے بقیہ مسالک و فرق کی بنسبت زیادہ معتدل و مناسب دکھائی دیتی ہے۔ ان کے ہاں عقائد کے بیان کرنے میں زیادہ افراط و تفریط سے کام نہیں لیا گیا۔ مزید برآں یہ کہ اس مسلک نے امت مسلمہ پر گہرے علمی اثرات چھوڑے ہیں، جس کی جھلک ہمیں موجودہ دور میں بھی کسی حد تک دکھائی دیتی ہے۔ مقالہ نگاران یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اگر قرآن و سنت کی تشریحات کو (بالخصوص متشابہ آیات میں) مسلکی، گروہی، لسانی اور سیاسی اختلافات و دباؤ سے بالاتر ہو کر کیا جائے تو اس کے اثرات صرف دیرپا اور دور رس ہی نہیں رہتے بلکہ یہ علوم اسلامیہ کے باحثین کے لیے تحقیق کے نئے دروازے کھول کر ایک مشعل راہ بھی بنتے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1۔ الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، دار العلم للملایین، 2002ء، 7/19؛ الدمشقی، عمر بن رضا کحالۃ، معجم المؤلفین، مکتبۃ المثنیٰ، بیروت، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س۔ن، 11/300

2۔ محمد ایوب علی، عقیدۃ الاسلام والامام ماتریدی، الموسستۃ الاسلامیۃ، بنگلہ دیش، 1404ء، ص 265
3۔ ابو زہرہ، شیخ محمد، اسلامی مذاہب، مترجم: پروفیسر غلام احمد حریری، ملک برادرز، اردو بازار، لاہور، ص 238
4۔ الذھبی، شمس الدین، میزان الاعتدال، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان، 1963ء، 48/4
5۔ البغدادی، اسماعیل بن محمد، ہدیۃ العارفین، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، 46/1
6۔ الدمشقی، عمر بن رضا کحالۃ، معجم المؤلفین، 100/7
7۔ خلیفہ، حاجی، کشف الظنون، مکتبۃ المثنیٰ۔ البغداد، 1941ء، 336/1
8۔ البغدادی، اسماعیل بن محمد، ہدیۃ العارفین، 37/2
9۔ الحربی، احمد بن عوض اللہ، الماتریدیہ، دار الصمیعی للنشر والتوضیع، س ن، ص 133
10۔ ابن عساکر، ابو القاسم، علی بن الحسن، تبيين كذب المفترى فيما نسب إلى الإمام أبي الحسن الأشعري، دار الکتاب العربی، بیروت، س۔ن، ص 19
11۔ الماتریدی، ابو منصور، محمد بن محمد بن محمود، التوحید، دار الجامعات المصریۃ، الاسکندریۃ، س۔ن، ص 5
12۔ ایضاً، ص 102
13۔ الھمزانی، عبد الجبار، المغنی فی ابواب التوحید والعدل، الدار المصریۃ للتالیف والترجمہ، القاہرہ، س۔ن، ص 42؛ الماتریدیہ، ص 151
14۔ الماتریدی، ابو منصور، التوحید، ص 69
15۔ الماتریدی، ابو منصور، محمد بن محمد بن محمود، تفسیر الماتریدی (تاویلات اھل السنۃ)، دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت، لبنان، 2005ء، 977/1
16۔ التفتازانی، سعد الدین، شرح العقائد النسفیہ، وزارۃ الثقافہ والارشاد القومی، دمشق، س۔ن، ص 34، بحوالہ الماتریدیہ، ص 177
17۔ ابو زہرہ، شیخ محمد، اسلامی مذاہب (مترجم)، ص 246
18۔ ایضاً، ص 247
19۔ سورۃ المائدۃ: 38/5
20۔ سورۃ آل عمران: 9/3
21۔ ابو زہرہ، شیخ محمد، اسلامی مذاہب (مترجم)، ص 249
22۔ ایضاً، ص 251
23۔ سورۃ طہٰ: 5/20
24۔ سورۃ ق: 16/50
25۔ سورۃ الشوریٰ: 11/42
26۔ ابو زہرہ، شیخ محمد، اسلامی مذاہب (مترجم)، ص 253
27۔ سورۃ القیامۃ: 75/22۔23
28۔ سورۃ الاسراء: 36/17
29۔ ابو زہرہ، شیخ محمد، اسلامی مذاہب (مترجم)، ص 254

30۔ علامہ، شبلی نعمانی، علم الکلام اور کلام، نفیس اکیڈمی، کراچی، س۔ن، 74

31۔ ایضاً، ص75

32۔ اردو دائرہ معارف اسلامی، داش گاہ، پنجاب، لاہور، 1978ء، 14/ 98

33۔ الحربی، احمد بن عوض اللہ، الماتریدیہ، ص115۔128 (ملخصًا)